اسلامیات

برائے جماعت

دہم

نیشنل بک فاؤنڈیشن
بطور
وفاق ٹیکسٹ بک بورڈ، اسلام آباد

© 2024 نیشنل بک فاؤنڈیشن بطور وفاقی ٹیکسٹ بک بورڈ، اسلام آباد
جملہ حقوق محفوظ ہیں۔ یہ کتاب یا اس کا کوئی بھی حصہ کسی بھی شکل میں
نیشنل بک فاؤنڈیشن کی باقاعدہ تحریری اجازت کے بغیر شائع نہیں کیا جا سکتا۔

درسی کتاب: اسلامیات (لازمی)
برائے جماعت دہم

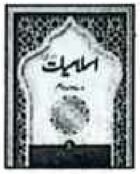

مصنفین
ڈاکٹر محمد سجاد، ڈاکٹر محمد ادریس، ڈاکٹر علی طارق، ڈاکٹر سلمان شاہد، ڈاکٹر محمد علیم، ڈاکٹر روشن علی

زیرِ نگرانی
ڈاکٹر مریم چغتائی
ڈائریکٹر، (قومی نصاب کونسل)
وفاقی وزارت تعلیم و پیشہ ورانہ تربیت، حکومت پاکستان

اندرونی جائزہ کمیٹی
عظمیٰ حمید، آئی سی جی، اسلام آباد، طاہر عطاء اللہ، آئی ایم ایس، اسلام آباد، شگفتہ خانم، آئی ایم سی جی، اسلام آباد، ابیاء الیاس، ایف جی ای آئی، کینٹ اینڈ گیریژن، راولپنڈی
غزالہ شاہین، ایف جی ای آئی، کینٹ اینڈ گیریژن، راولپنڈی ماریہ خالد، اے پی ایس، اسلام آباد، محمد ذاکر، نجی ادارہ، اسلام آباد، طیبہ واجد، نجی ادارہ، اسلام آباد

قومی سلیکٹ کمیٹی
فخر الزمان، پی سی ٹی بی، پنجاب، قیوم اختر، جنوبی پنجاب، ساجد الرحمان، ٹیکسٹ بک بورڈ، خیبر پختونخوا، شبانہ شاہین، خیبر پختونخوا
خلیل احمد کور، سندھ، عبید اللہ، بلوچستان، محمد سلمان علی میر، آزاد جموں و کشمیر، سید سجاد علی، گلگت بلتستان

ڈیسک آفیسر: منصورہ ابراہیم (قومی نصاب کونسل)

انتظامیہ: نیشنل بک فاؤنڈیشن

اشاعتِ اول۔ طباعتِ اول: اپریل 2024 | صفحات: 170 | تعداد: 88000
قیمت: -/265 روپے
کوڈ: STU-497، آئی ایس بی این: 978-969-37-1598-9
طابع: چوہدری محمد بوٹا پریس، لاہور

نیشنل بک فاؤنڈیشن کی دیگر مطبوعات کے بارے میں معلومات کے لیے رابطہ کیجیے
ویب سائٹ: www.nbf.org.pk یا فون: 051-9261125
یا ای میل: books@nbf.org.pk
اور اس درسی کتاب کے بارے میں اپنی رائے دینے کے لیے ہمیں ای میل کیجیے: nbftextbooks@gmail.com, textbooks@snc.gov.pk

یہ درسی کتاب قومی نصاب ۲۰۲۲ء کے عین مطابق ہے۔ بمطابق قومی نصاب کونسل یہ نصاب تمام مکاتبِ فکر سے تعلق رکھنے والے علماء کرام کی جانب سے تصدیق شدہ ہے۔
اس کتاب میں قرآنی آیات کا ترجمہ متفقہ ترجمہ قرآن مجید سے لیا گیا ہے جب کہ قرآنی رسم الخط انجمن حمایت اسلام کے نسخے کے عین مطابق ہے۔

نوٹ: اس کتاب کی تیاری میں دینی مدارس کے ماہرین کی خدمات حاصل کرنے پر ہم قومی نصاب کونسل اسلام آباد کے شکر گزار ہیں۔

پیش لفظ

اسلامیات (لازمی) برائے جماعت دہم قومی نصاب ۲۰۲۲ء کے مطابق تیار کی گئی ہے اور ۲۴-۲۰۲۳ء کے تعلیمی سال کے لیے پہلی بار پیش کی جا رہی ہے۔

اس کتاب میں اس بات کا خاص خیال رکھا گیا ہے کہ نصاب کے مطابق طلبہ میں اسلامی جذبہ اُبھرے، اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول ﷺ کی محبت پیدا ہو، سیرت کی تشکیل میں مدد ملے اور وطنِ عزیز سے محبت پیدا ہو جائے۔

نیشنل بک فاؤنڈیشن کی تیار کردہ اس کتاب میں اسلام کے بنیادی عقائد، عبادات اور تعلیمات کو آسان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔ اس کتاب میں قرآن مجید اور احادیثِ نبویہ سے مستند حوالے دیے گئے ہیں۔ اساتذۂ کرام سے گزارش ہے کہ وہ طلبہ کو اسلامی تعلیمات اچھی طرح ذہن نشین کرائیں تاکہ ان کے دلوں میں اللہ تعالیٰ، اس کے رسول ﷺ اور دینی تعلیمات سے محبت پیدا ہو اور وہ ان تعلیمات کی روشنی میں زندگی گزاریں۔ اللہ تعالیٰ ہماری اس کوشش کو قبول فرمائے۔

یہاں یہ بات قابلِ توجہ ہے کہ معیار کی رفعت، تدریسی حاصلات، ذہنی رسائی اور عمدہ اسلوب کی پیروی ہمارا نصب العین ہے۔ مصنفین نے اس مقصد کو سامنے رکھتے ہوئے اپنی سی کوشش کی ہے۔ تاہم آپ سے گزارش ہے کہ اس کتاب میں کسی قسم کی لسانی اور علمی نوعیت کی غلطیاں ملیں تو ہمیں آگاہ فرمائیں اور مزید بہتری کے لیے تجاویز ہماری ویب سائٹ یا ای میل پر پیش کریں تاکہ اگلے ایڈیشن میں ان کی درستی کی جا سکے۔ تعاون کے لیے ادارہ آپ کا بے حد شکر گزار ہو گا۔

حتیٰ الامکان کوشش کی ہے کہ کتاب غلطیوں سے پاک ہو۔ حکومتِ پاکستان کی ہدایات کے مطابق کتاب میں اس بات کو بھی یقینی بنایا گیا ہے کہ مختلف حوالوں سے وزارتِ مذہبی امور کی جانب سے حضور نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی ذاتِ گرامی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے حوالے سے جو نوٹیفکیشن جاری ہوتے رہے ہیں ان پر بھی مکمل طور پر عمل کیا گیا ہے۔

ڈاکٹر راجا مظہر حمید
مینجنگ ڈائریکٹر

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان، نہایت رحم والا ہے

فہرست

نمبر شمار	ابواب	صفحہ نمبر
	باب اول: قرآن مجید و حدیثِ نبوی ﷺ	
1	ترجمہ قرآن مجید	۶
2	حفاظت وتدوین (دورِ اوّل)	۷
3	احادیثِ نبوی ﷺ	۱۲
	باب دوم: ایمانیات و عبادات	
4	ملائکہ پر ایمان	۲۶
5	کتبِ سماویہ	۳۲
6	عقیدۂ آخرت	۳۷
7	زکوٰۃ اور عُشر	۴۳
8	حج اور قربانی	۴۸
	باب سوم: سیرتِ طیبہ ﷺ	
9	غزوۂ تبوک	۵۶
10	حجۃ الوداع	۶۱
11	وصال نبی ﷺ	۶۶
12	نبی کریم ﷺ بہ طور سرچشمہ ہدایت (صلہ رحمی)	۷۰
13	نبی کریم ﷺ بہ طور سرچشمہ ہدایت (خواتین کے ساتھ حُسن سلوک)	۷۴
14	نبی کریم ﷺ بہ طور سرچشمہ ہدایت (انداز تربیت)	۷۸
	باب چہارم: اخلاق و آداب	
15	اخلاص و تقویٰ	۸۴
16	پردہ پوشی	۸۸
17	جھوٹ	۹۲
18	غیبت اور بہتان	۹۷
19	جادو، فال اور توہم پرستی	۱۰۱
	باب پنجم: حُسنِ معاملات و معاشرت	
20	سُود کی حُرمت	۱۰۶
21	اسلامی ریاست	۱۱۲
22	جہاد فی سبیل اللہ	۱۱۸
	باب ششم: ہدایت کے سرچشمے اور مشاہیر اسلام	
23	حضرت امام زید بن علی ؒ	۱۲۴
24	صحابہ کرام رضی اللہ عنہم: حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ، حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ، حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ	۱۲۷
25	صحابیات کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہن: حضرت اُم ایمن رضی اللہ عنہا، حضرت اُم عمارہ رضی اللہ عنہا، حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا	۱۳۴
26	صوفیہ کرام ؒ: حضرت عثمان مروندی المعروف شہباز قلندر ؒ، حضرت عبدالرحمٰن جامی ؒ، حضرت سید عبداللطیف کاظمی المعروف امام بری ؒ	۱۳۹
27	علماء و مفکرین ؒ: شیخ ابن عربی ؒ، علامہ ابن رُشد ؒ، شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی ؒ	۱۴۵
	باب ہفتم: اسلامی تعلیمات اور عصر حاضر کے تقاضے	
28	اسلام میں مستقبل کی منصوبہ بندی کی اہمیت	۱۵۰
29	اسلامی تہذیب کے امتیازات	۱۵۶

باب اوّل

قرآن مجید و حدیثِ نبوی صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم

الف۔ ترجمہ قرآن

حاصلاتِ تعلّم

طلبہ شاملِ نصاب سورتوں کے ترجمے کی تکمیل کے بعد اس قابل ہو جائیں گے کہ:

علم

- مذکورہ سورتوں کا تعارف اور شانِ نزول جان سکیں۔
- سورتوں کے منتخب الفاظ کے معانی جان سکیں۔
- مذکورہ سورتوں کا بامحاورہ ترجمہ پڑھ کر سمجھ سکیں۔
- سورتوں میں موجود تعلیمات کو سمجھ سکیں۔

صلاحیت

- تلاوتِ قرآن مجید کے آداب پر عمل کر سکیں۔
- منتخب سورتوں میں مذکورہ تعلیمات کو سمجھ کر روز مرّہ زندگی میں ان پر عمل کر سکیں۔

سُوْرَةُ الْاَنْعَامِ (6)	سُوْرَةُ الْاَعْرَافِ (7)	سُوْرَةُ يُوْنُسَ (10)	سُوْرَةُ هُوْدٍ (11)
سُوْرَةُ الرَّعْدِ (13)	سُوْرَةُ اِبْرٰهِيْمَ (14)	سُوْرَةُ الْحِجْرِ (15)	سُوْرَةُ النَّحْلِ (16)
سُوْرَةُ بَنِیْٓ اِسْرَآءِيْلَ (17)	سُوْرَةُ الْكَهْفِ (18)	سُوْرَةُ الْمُؤْمِنُوْنَ (23)	سُوْرَةُ الزُّمَرِ (39)
سُوْرَةُ الْمُؤْمِنِ (40)	سُوْرَةُ حٰمٓ السَّجْدَةِ (41)	سُوْرَةُ الشُّوْرٰى (42)	

سرگرمیاں برائے طلبہ

- منتخب سورتوں میں سے کسی ایک موضوع پر تحقیقی مضمون لکھیں۔
- مذکورہ سورتوں میں سے کسی ایک کے مرکزی مضامین پر مشتمل ایک چارٹ بنائیں۔

برائے اساتذہ کرام

- طلبہ کو منتخب سورتوں کے لفظی و بامحاورہ ترجمہ، تعارف اور شانِ نزول کے لیے العلم فاؤنڈیشن کے مرتب کردہ نصاب میں سے حصہ پنجم کو پیشِ نظر رکھا جائے۔

ب۔ حفاظت وتدوین حدیث

دور اول (عہد نبوی ﷺ، عہد صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم)

حاصلاتِ تعلم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ وہ:

علم	صلاحیت
• تدوینِ حدیث شریف کی اہمیت کے بارے میں جان سکیں۔ • عہدِ رسالت میں تدوین حدیث شریف کے بارے میں آگاہی حاصل کر سکیں۔ • قرون اولیٰ میں حدیث شریف کی جمع وتدوین کے لیے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین وتبع تابعین کی خدمات کی اہمیت جان سکیں • نبی کریم ﷺ کے دور میں حدیث شریف کی جمع وتدوین کے طریق کار کا جائزہ لے سکیں۔	• حدیث شریف کی تدوین اور حفاظت کے بارے میں جان کر یہ ایمان پختہ کریں کہ قرآن مجید کے بعد حدیث شریف ہدایت اور رہنمائی کا اولین ذریعہ ہے۔ • حدیث شریف اور سنّت کی اہمیت وحجیت کو جان کر ان پر ایمان مضبوط کریں اور فتنہ انکار حدیث سے محفوظ رہیں۔

حدیث وسنّت کا معنی ومفہوم

حدیث کا لغوی معنی کوئی نئی بات کرنا، کوئی خبر یا کوئی بیان وغیرہ کے ہیں اور شرعی اصطلاح میں حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ کے اقوال وافعال اور تقریرات کو حدیث کہتے ہیں۔ حدیث کا اطلاق سنت سمیت قول اور فعل پر کیا جاتا ہے۔ جب کہ سنت خاص ہے اور اس سے مراد آپ ﷺ کا طریقہ زندگی ہے۔ حدیث کی تین اقسام ہیں۔ (1) حدیث قولی (2) حدیث فعلی (3) حدیث تقریری۔

حدیث کی اہمیت اور اس کی دینی حیثیت:

جس طرح قرآن کریم ہمارے لیے حجت ہے اسی طرح حدیث بھی حجت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان سے مخاطب ہو کر جہاں اپنی اطاعت کو لازم قرار دیا وہیں اپنے پیارے نبی کریم ﷺ کی اطاعت بھی لازم قرار دی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ (النساء:59)

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور (اس کے) رسول (خاتم النبیین ﷺ) کی اطاعت کرو۔

آپ ﷺ کی سیرت طیبہ میں امت کے لیے بہترین رہنمائی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (الاحزاب:21)

ترجمہ: یقیناً تمھارے لیے اللہ کے رسول (خاتم النبیین ﷺ کی ذاتِ مبارکہ) میں بہترین نمونہ ہے۔

آپ ﷺ کی سیرت قرآن مجید کی عملی تفسیر ہے۔ سیرت وسنت اور حدیث کے اس قیمتی سرمایہ کو امت نے محفوظ کر لیا ہے جس سے ہر زمانے اور ہر دور میں ہدایت ورہنمائی ملتی رہے گی۔

عہد نبوی ﷺ وصحابہ رضی اللہ عنہم میں حفاظت وتدوین حدیث کے طریقے:

قرآن مجید کی حفاظت کی طرح حدیث نبوی ﷺ کی بھی حفاظت کی گئی ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حدیث نبوی کو حفظ کیا، انھوں نے احادیث نبویہ کو لکھ کر محفوظ کیا اور سب سے بڑھ کر فرمان نبوی اور سیرت وسنّت نبوی کی عملی پیروی کر کے پوری انسانیت کے لیے رہنمائی کا سامان کر دیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حفاظت حدیث کے تین ذرائع اختیار کیے تھے۔ ان میں حفظ، کتابت اور تعامل اُمّت شامل ہے۔

۱۔ حفظِ حدیث

اللہ تعالیٰ نے انسان کو قوتِ حافظہ جیسی خاص نعمت دی ہے، جس سے انسان اپنے مشاہدات و تجربات اور حالات وواقعات کو اپنے ذہن میں محفوظ کر لیتا ہے۔ عرب بے پناہ قوت حافظہ کے مالک تھے۔ ان کو ہزاروں اشعار، ضرب الامثال اور واقعات یاد تھے۔ نسب کو محفوظ رکھنا ان کا معمول تھا۔ جس طرح انھوں نے قرآن مجید کو حفظ کیا اسی طرح حدیث وسنّت نبوی کو اپنے حافظہ میں محفوظ کیا۔ نبی کریم ﷺ نے حفظ حدیث کی ترغیب بھی دی۔ ارشاد نبوی ہے:

> ترجمہ: ”اللہ تعالیٰ اس شخص کو خوش وخرم رکھے جس نے میری حدیث کو سنا پھر اس کو یاد کیا پھر اسی طرح آگے پہنچایا جس طرح کہ سنا تھا“۔ (سنن ترمذی: 2657)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

> ترجمہ: ”ہم لوگ رسول اللہ ﷺ سے حدیثیں سنتے اور جب آپ ﷺ مجلس سے تشریف لے جاتے تو ہم آپس میں حدیثوں کا دور کرتے۔ یکے بعد دیگرے ہم میں ہر شخص ساری حدیثیں بیان کرتا، اکثر رسولِ اکرم ﷺ کی محفل میں بیٹھنے والوں کی تعداد ساٹھ تک ہو جاتی اور وہ سب باری باری بیان کرتے۔ پھر ہم اُٹھتے تو حدیثیں یوں یاد ہوتیں کہ گویا وہ ہمارے دلوں پر نقش ہو گئی ہیں۔“ (مسند ابو یعلیٰ: 3981)

۲۔ کتابتِ حدیث

حفظ حدیث کے بعد احادیث نبویہ ﷺ کی حفاظت کا دوسرا طریقہ کتابت حدیث تھا۔ حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ کے زمانے میں کتابت حدیث کا انداز یہ ہوتا تھا کہ آپ ﷺ محفل میں تشریف فرما ہوتے اور جو کچھ فرماتے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم لکھتے جاتے۔ آپ ﷺ بات کو دو دو، تین تین مرتبہ دہراتے تا کہ لوگوں کے سمجھنے میں سہولت ہو۔ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگوں نے دربار رسالت میں عرض کی کہ ہمیں آپ کی بہت سی باتیں یاد نہیں رہتیں اور انھیں لکھ لیتے ہیں۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: **”لکھ لیا کرو اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔“** (کنزالعمال 223/5)

آپ ﷺ کے آزاد کردہ غلام اور خادم ابو رافع رضی اللہ عنہ نے بھی آپ ﷺ سے حدیث لکھنے کی اجازت مانگی اور آپ ﷺ نے انھیں اجازت دے دی۔ (طبقات ابن سعد جلد 4، صفحہ: 11)۔

فتح مکہ کے موقع پر آپ ﷺ نے خطبہ دیا تو ایک یمنی صحابی ابو شاہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہو کر عرض کرنے لگے۔ اے اللہ کے رسول ﷺ میرے لیے (یہ مسائل) لکھوا دیجیے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ابو فلاں کے لیے (یہ مسائل) لکھ دو۔ (صحیح بخاری: 112)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو اللہ کے رسول ﷺ کے فرمودات جمع کرنے کا بڑا شوق تھا اور وہ ہر وقت اسی کوشش میں رہتے کہ آنحضرت ﷺ کی زبانِ مبارک سے جب بھی کوئی بات نکلے میں فوراً اسے ضبطِ تحریر میں لے آؤں۔ حتیٰ کہ لوگوں نے ان پر اعتراض کرنا شروع کر دیا کہ اللہ کے رسول ﷺ کبھی غصے اور کبھی خوشی کی حالت میں ہوتے ہیں اور تم اللہ کے رسول ﷺ کی ہر بات لکھ لیتے ہو؟ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ پھر میں احادیث لکھنے سے رُک گیا اور میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس کا ذکر کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

(ہر حال میں) لکھا کرو، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، میری زبان سے حق کے سوا کچھ نہیں نکلتا...

(سنن ابی داؤد: 3646)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی لکھی ہوئی احادیث مبارکہ محفوظ رہیں اور وہ آگے اولاد دَر اولاد منتقل ہوتی گئیں۔ ان میں زیادہ نمایاں وہ احادیث تھیں جن کا تعلق زکوٰۃ وغیرہ سے تھا۔ ابتدا میں نبی کریم ﷺ نے قرآن مجید کی کتابت کے علاوہ کوئی اور چیز لکھنے سے منع فرمادیا تھا۔ اس لیے کہ قرآن مجید کی حفاظت ہوسکے۔ قرآن مجید اور احادیث کے متن میں فرق کیا جاسکے، جب صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین اس سے پوری طرح آگاہ ہو گئے تو پھر آپ ﷺ نے حدیث لکھنے کی اجازت دے دی۔

۳۔ حفاظتِ حدیث بذریعہ تعامل

حدیث کی حفاظت کا تیسرا طریقہ تعامل اُمّت ہے یعنی اُمّت مُسلمہ کا آپ ﷺ کے ارشادات اور افعال کی عملی پیروی کرنا ہے۔ یہی عمل تواتر کے ساتھ اب تک جاری ہے، مثلاً آپ ﷺ نے جس طرح نماز ادا فرمائی آج بھی ہم اسی طرح ادا کرتے ہیں۔

نبی کریم ﷺ کی زندگی میں پائے جانے والے اعمال وافعال جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زندگیوں میں منتقل ہو گئے تو گویا خود آنحضرت ﷺ کی زندگی عملی طور پر محفوظ ہو گئی اور اسے ہی 'تعامل' کہا جاتا ہے۔ یہی تعامل حضور ﷺ کی زندگی کو تسلسل کے ساتھ اگلے لوگوں میں نسل دَر نسل بڑھاتا رہا ہے۔ تعامل کا یہ سلسلہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین عظام اور تبع تابعین تک معیاری اور قابل اعتبار تسلیم کیا جاتا ہے۔ موجودہ دور میں احادیثِ مبارکہ کتابی شکل میں لوگوں کی رہ نمائی کے لیے موجود ہیں۔

قرونِ اُولیٰ میں احادیثِ مبارکہ کی جمع وتدوین

ا۔ کتب اور صحائف

نبی کریم ﷺ نے اپنے صحابی حضرت عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ کو یمن کا گورنر مقرر فرمایا۔ اس موقع پر آپ ﷺ نے تفصیلی کتاب لکھوائی اور اسے حضرت عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ کے سپرد کیا۔ چند عمومی نصائح کے علاوہ اس کتاب میں طہارت، نماز، زکوٰۃ، عشر، حج، عمرہ، جہاد، مال غنیمت، دیت، انتظامی اور تعلیمی امور وغیرہ جیسے موضوعات سے متعلق احکام شریعت مذکور تھے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے اپنے عہد خلافت میں رسول اللہ ﷺ کے فرمان صدقات کی تلاش کے لیے اہلِ مدینہ کے پاس قاصد بھیجا تو وہ مجموعہ احکام صدقات عمرو بن حزم صحابی رضی اللہ عنہ کی اولاد سے مل گیا۔ حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ جب مدینہ میں حاضر ہو کر مسلمان ہوئے کچھ دن آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر رہے جب وطن جانے لگے تو آپ نے ایک صحیفہ لکھوا کر انھیں دیا جس میں نماز، روزہ، شراب اور سود وغیرہ کے احکام تھے۔ (طبرانی صغیر، ص: 241-242)۔ حضرت عبداللہ بن

عمر رضی اللہ عنہم کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی زندگی کے آخری زمانہ میں اپنے گورنروں کے پاس بھیجنے کے لیے کتاب الصدقہ لکھوائی تھی۔ انھی میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کا ہزار احادیث پر مشتمل **صحیفہ صادقہ** بھی ہے جو اب مسند احمد میں مکمل طور پر موجود ہے۔

صحیفہ علی رضی اللہ عنہ: یہ صحیفہ نبی اکرم ﷺ کی حیات طیبہ ہی میں سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تحریر فرمایا تھا۔ اس میں زکوٰۃ، صدقات، دیت، قصاص، حرمت مدینہ، خطبہ حجۃ الوداع اور اسلامی دستور کے نکات درج تھے۔ یہ صحیفہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بیٹے محمد بن حنفیہ کے پاس تھا پھر حضرت امام جعفر رحمہ اللہ کے پاس آیا اور انھوں نے حارث کو لکھ کر دیا۔

صحیفہ ہمام ابن منبہ جس کا اصل نام **الصحیفۃ الصحیحہ** ہے۔ یہ ہمام بن منبہ، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہیں۔ انھوں نے یہ صحیفہ جس میں 138 حدیثیں درج ہیں، لکھ کر اپنے استاد حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو پیش کر کے اس کی تصحیح کرائی تھی۔ یہ صحیفہ سن 58 ہجری سے پہلے ہی ضبطِ تحریر میں لایا گیا تھا۔

۲۔ خطوط و وثائق

احادیث کے ان کتابی ذخیروں کے علاوہ سینکڑوں کی تعداد میں وہ خطوط اور وثیقے ہیں جو رسول اللہ ﷺ نے مختلف اوقات میں بادشاہوں، قبیلوں، سرداروں اور دوسرے لوگوں کے نام لکھوائے اور خود ان پر مہر ثبت کی۔ معروف محقق ڈاکٹر محمد حمید اللہ مرحوم نے عہد نبوی و خلفائے راشدین کے ان خطوط اور وثائق کو ایک کتاب میں جمع کر دیا ہے۔

۳۔ گورنروں اور مختلف وفود کو تحریری ہدایات:

آنحضرت ﷺ اپنے اصحاب میں سے مختلف حضرات کو صوبوں کے گورنر نامزد فرماتے تو ان کے لیے دستاویزات لکھوایا کرتے تاکہ اس کی ہدایات کے مطابق وہ بہ طور حاکم یا قاضی اپنی ذمہ داریوں اور فرائض سے عہدہ برآ ہو سکیں۔ جب آپ ﷺ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ کو اپنا سفیر مقرر فرما کر حجر کے زرتشتی مذہب کے لوگوں کی جانب بھیجا تو انھیں ہدایات لکھوائیں جن میں زکوٰۃ اور عشر کے بارے میں مختلف احکام شریعت بتلائے گئے تھے۔ اسی طرح حضرت معاذ بن جبل اور مالک بن مرارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو آپ ﷺ نے یمن بھیجا تو انھیں ایک دستاویز بھی عنایت فرمائی جس میں آپ نے احکام شریعت لکھوائے تھے۔

مدینہ سے دور دراز علاقوں میں بسنے والے مختلف عرب قبائل اسلام قبول کر لینے کے بعد وفود کی شکل میں نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ یہ وفود مدینہ منورہ میں ایک عرصے تک قیام پذیر رہتے اور اس دوران میں تعلیمات اسلام سیکھتے، قرآن پاک پڑھتے اور آنحضرت ﷺ کے ارشادات سنا کرتے۔ اپنے وطن واپسی پر ان میں سے کئی نے آنحضرت ﷺ سے درخواست کی کہ ان کے لیے اور ان کے قبیلوں کے لیے کچھ ہدایات لکھوا دیں۔ آنحضرت ﷺ ان کی یہ درخواست قبول فرما لیا کرتے اور ایسے معاملات کے بارے میں احکام شریعت پر مشتمل ہدایات لکھوا دیتے جو ان کے لیے زیادہ ضروری ہوتے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نبی کریم ﷺ کی صحبت سے فیض حاصل کیا، انھوں نے آپ کی احادیث کو حفظ کیا، آپ کے ارشادات کو لکھا اور محفوظ کیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بعد تابعین کرام رحمہم اللہ عنہم کا دور آیا۔ تابعین کرام رحمہم اللہ عنہم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے آپ ﷺ کی حدیث سنی، ان سے دین سیکھا، اور ان کے بعد کی نسلوں میں منتقل کیا۔ سب سے پہلے حدیث کی تدوین اور اس کو کتابی شکل میں جمع کرنے کا

حکومت کی جانب سے حکم حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ (۱۰۱ھ) نے دیا تھا، آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مبارک دور میں احادیث کی باضابطہ تدوین ہوئی۔ اس طرح تدوینِ حدیث کے اس اہم کام کا آغاز ہوا جس کے نتیجہ میں پہلی صدی کے آخر میں حدیث کی بہت سی کتابیں وجود میں آگئی تھیں۔ حدیث کی حفاظت اور کتابت کا آغاز زمانۂ رسالت ہی سے ہو گیا تھا اور حدیث کی حفاظت کے لیے حفظِ روایت، طریقۂ تعامل اور تحریر سے کام لیا گیا، اور تیسری صدی ہجری تک حدیثوں کو پورے طور پر مدوّن کر دیا گیا۔

مشق

سوال نمبر ۱۔ مناسب ترین جواب پر (✓) کا نشان لگائیں۔

۱۔ احادیثِ نبوی ﷺ کو سب سے پہلے حفظ کیا:

الف۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے   ب۔ تابعین نے   ج۔ تبع تابعین نے   د۔ فرشتوں نے

۲۔ فرمانِ مصطفیٰ ﷺ کے مطابق، اللہ تعالیٰ اسے خوش رکھے جو حدیث کو سنے، یاد کرے اور:

الف۔ عمل کرے   ب۔ آگے پہنچائے   ج۔ لکھے   د۔ پڑھے

۳۔ حضرت ہمام بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ کے صحیفے میں احادیث درج ہیں:

الف۔ 128   ب۔ 138   ج۔ 148   د۔ 158

۴۔ احادیثِ نبوی ﷺ کی حفاظت کا تیسرا مرحلہ تھا:

الف۔ تعاملِ امت   ب۔ کتابتِ حدیث   ج۔ حفظِ حدیث   د۔ بیانِ حدیث

۵۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی رحلت کے بعد صحیفہ علی محفوظ تھا:

الف۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے پاس   ب۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے پاس

ج۔ حضرت محمد بن حنفیہ کے پاس   د۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے پاس

سوال نمبر ۲۔ درج ذیل سوالات کے مختصر جواب تحریر کریں۔

۱۔ حدیث و سنّت کا مفہوم بیان کریں؟

۲۔ حدیث کی اہمیت بیان کریں؟

۳۔ حدیثِ نبوی کی حفاظت کے لیے کیا اقدامات کیے گئے؟

سوال نمبر ۳۔ درج ذیل سوالات کے تفصیلی جوابات تحریر کریں

۱۔ عہدِ نبوی میں حفاظت حدیث کے لیے کون سے ذرائع اختیار کیے گئے؟

۲۔ عہدِ نبوی اور عہدِ صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین میں احادیثِ نبوی کے کون کون سے صحائف لکھے گئے؟

ج۔ احادیثِ نبوی ﷺ

حاصلاتِ تعلّم

طلبہ ان احادیث مبارکہ کو پڑھنے کے بعد اس قابل ہو جائیں گے کہ:

صلاحیت	علم
• احادیث میں موجود موضوعات کو سمجھ کر اپنی روزمرّہ زندگی میں ان کی تعلیمات پر عمل پیرا ہو سکیں۔	• طلبہ وبائی امراض سے متعلق فرمانِ نبوی ﷺ کے بارے میں جان سکیں۔ • عقیدہ توحید، بے ہودہ گوئی اور بے جا تکرار سے متعلق حدیثِ • بنوی ﷺ سے آگاہ ہو سکیں۔ • یتیموں، عورتوں اور پڑوسیوں کے حقوق، رشوت ستانی کی لعنت اور قرآن مجید کی عظمت سے متعلق احادیث نبوی ﷺ سے باعلم ہو سکیں۔ • احادیث میں موجود موضوعات کو سمجھ کر اپنی روزمرہ زندگی میں ان کی تعلیمات پر عمل پیرا ہو سکیں۔

دس احادیث مع ترجمہ و تشریح

حدیث نمبر ۱

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَ الطَّاعُونَ، فَقَالَ: "بَقِيَّةُ رِجْزٍ، أَوْ عَذَابٍ أُرْسِلَ عَلَى طَآئِفَةٍ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ، فَإِذَا وَقَعَ بِأَرْضٍ وَأَنْتُمْ بِهَا فَلَا تَخْرُجُوا مِنْهَا، وَإِذَا وَقَعَ بِأَرْضٍ وَلَسْتُمْ بِهَا فَلَا تَهْبِطُوا عَلَيْهَا" (جامع ترمذی: 1065) (شرح الکافی۔ الاصول والروضۃ، ج 12، ص: 43)

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے طاعون کا ذکر کیا، تو فرمایا: یہ اس عذاب کا بچا ہوا حصہ ہے، جو بنی اسرائیل کے ایک گروہ پر بھیجا گیا تھا جب کسی زمین (ملک یا شہر) میں طاعون ہو جہاں پر تم رہ رہے ہو تو وہاں سے نہ نکلو اور جب وہ کسی ایسی سر زمین میں پھیلا ہو جہاں تم نہ رہتے ہو تو وہاں نہ جاؤ۔

تشریح:

اس حدیثِ مبارکہ میں طاعون سے متعلق ہدایات دی گئی ہیں۔ جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱۔ طاعون: احادیث مبارکہ میں ذکر کردہ طاعون ایک خاص بیماری ہے۔

۲۔ طاعون کی صورت میں احتیاطی تدابیر

طاعون وبائی بیماری ہے۔ تیزی سے پھیلتی ہے ایسی بیماریاں جو وبا کی صورت اختیار کر لیتی ہیں، جیسے ہیضہ، گردن توڑ بخار، کرونا وائرس وغیرہ میں بہت زیادہ اموات واقع ہوتی ہیں۔ ان وبائی امراض کا پھیلاؤ کم کرنے کے لیے مخصوص پابندیاں اختیار کرنے سے زیادہ جانی نقصان سے بچا جا سکتا ہے، اس سلسلہ میں نبی کریم ﷺ نے ہدایت و تعلیم دی ہے کہ:

۱۔ جب کسی زمین، ملک اور شہر میں طاعون ہو جہاں تم رہ رہے ہو تو وہاں سے نہ نکلو۔

۲۔ کسی ایسی زمین، شہر، ملک میں جہاں طاعون پھیل گیا ہے، اور وہاں تم رہتے بھی نہیں تو وہاں نہ جاؤ۔

وبائی امراض بہت تیزی سے پھیلتے ہیں۔ یہ ایک انسان سے دوسرے انسان میں منتقل ہوتے ہیں۔ ایسی صورت حال میں، احتیاطی تدابیر میں یہ بات شامل ہے کہ جہاں یہ بیماریاں پھیل چکی ہیں وہاں نہ جایا جائے، وہاں جانا اپنے آپ کو موت کی مُنہ میں دھکیلنے کے مترادف ہے۔ جہاں طاعون پھیل چکا ہو یا کوئی اور وبائی بیماری پھیل گئی ہو تو وہاں رہنے والے، اس علاقے سے باہر نہ نکلیں تاکہ یہ وبا دوسرے علاقوں تک نہ پہنچ پائے، اللہ تعالیٰ پر توکل کر کے اپنی تقدیر پر راضی ہو کر گھر میں رہیں اور جو تکلیف ملے اس پر صبر کریں تو اُن کے لیے اجر و ثواب ہے۔

ارشاد نبوی ہے:

ترجمہ: طاعون مسلمان کے لیے شہادت کے درجے کا باعث ہے۔ (صحیح بخاری: 2830)

جو شخص بھی طاعون کی صفات والی دیگر وبائی بیماریاں میں اللہ تعالیٰ پر توکل کرے اور وبائی علاقے سے نکلنے کے بجائے اپنے گھر میں رہے اور جو بھی تکلیف آئے اس پر صبر کرے تو ایسا شخص بھی شہید کا مرتبہ حاصل کرے گا۔

حدیث نمبر ۲

إِنَّ اللّٰهَ يَرْضٰى لَكُمْ ثَلَاثًا وَيَكْرَهُ لَكُمْ ثَلَاثًا فَيَرْضٰى لَكُمْ أَنْ تَعْبُدُوهُ، وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا، وَأَنْ تَعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا وَيَكْرَهُ لَكُمْ: قِيلَ وَقَالَ، وَكَثْرَةَ السُّؤَالِ، وَإِضَاعَةَ الْمَالِ

(صحیح مسلم: 1715) (تہذیب الاحکام، ج7، ص:232)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ خوش ہوتا ہے تمھاری تین باتوں سے اور ناخوش ہوتا ہے تین باتوں سے۔

کہ تم عبادت کرو اس کی اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو۔ اس کی رسی سب مل کر پکڑے رہو۔ (یعنی قرآن پر عمل کرتے رہو) اور پھوٹ مت ڈالو۔ اور ناخوش ہوتا ہے بے فائدہ گفتگو سے اور بہت زیادہ سوال کرنے سے اور مال کو ضائع کرنے سے۔"

تشریح:

اس حدیث مبارکہ میں اُن اہم چیزوں کا ذکر ہوا ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ ہیں یا اللہ تعالیٰ کے نزدیک ناپسندیدہ ہیں، جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

الف۔ اللہ تعالیٰ کی پسندیدہ چیزیں:

۱۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا ۲۔ شرک نہ کرنا ۳۔ اللہ تعالیٰ کی رسی کو مضبوطی سے تھامنا، تفرقہ نہ کرنا

۱۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا

اللہ تعالیٰ نے انسانوں اور جنوں کو اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے۔ عبادت و بندگی کے لائق فقط ذات باری تعالیٰ ہے۔ مخصوص عبادات کے علاوہ عبادت کا مطلب یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جن کاموں کے کرنے کا حکم دیا ہے اُن کو بجالایا جائے اور جن کاموں اور امور سے منع فرمایا ہے، اُن سے باز رہا جائے یعنی انسان اپنی پوری زندگی اور روزمرہ کے معاملات اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق سرانجام دے تو سب عبادات قرار پاتے ہیں۔

۲۔ شرک نہ کرنا

اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات پر مکمل ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ انسان ہر قسم کے شرک سے اپنے آپ کو بچائے، شرک گناہ کبیرہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر گناہ معاف فرمادیں گے مگر شرک کو معاف نہیں فرمائیں گے۔

۳۔ اللہ تعالیٰ کی رسی کو مضبوطی سے تھامنا اور تفرقہ نہ کرنا

اللہ تعالیٰ کی رسی سے مراد، اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ کتاب قرآن مجید ہے۔ قرآن مجید پوری انسانیت کے لیے ہدایت ہے۔ قرآن مجید بالکل سیدھے راستے کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔ یہ حق و باطل کو واضح کرنے والی کتاب ہے یہ تمام قوموں اور انسانوں کے لیے قیامت تک نصیحت و ہدایت ہے۔ اس کتاب ہدایت کے مطابق زندگی گزاریں، آپس میں تفرقہ نہ ڈالیں، اتحاد و اتفاق سے رہیں تو ہم کامیاب و کامران ہو سکتے ہیں۔

ب۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ناپسندیدہ چیزیں

۱۔ قیل و قال یعنی بے فائدہ گفتگو ۲۔ مال ضائع کرنا ۳۔ کثرتِ سوال

۱۔ قیل و قال

اس سے مراد بے مقصد بے فائدہ اور فضول باتیں ہیں جن سے نہ دین کا کوئی فائدہ اور نہ دنیا کا بلکہ اپنے قیمتی وقت کو فضول اور لغو بات چیت میں ضائع کرنا ہے۔ انسان کے لیے لازم ہے کہ جب بھی کوئی بات کرے تو نیکی و بھلائی کی بات کرے ورنہ خاموش رہے، اس سے وہ بہت سی برائیوں سے بچ جاتا ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے بدگمانی سے منع فرمایا ہے۔

۲۔مال ضائع کرنا

حلال و طیب مال اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے۔ اس کی حفاظت کرنے، اسے اپنے لیے، اپنے رشتہ داروں اور ضرورت مندوں پر خرچ کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اس مال کو ضائع کرنے سے منع فرمایا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ ناپسندیدہ عمل ہے۔ مال ضائع کرنے کی کئی صورتیں ہیں مثلاً اس کی مکمل حفاظت نہ کرنا، مال بڑھانے کی کوشش نہ کرنا، فضول خرچی کرنا، حرام کاموں پر خرچ کرنا، جن اشیاء اور چیزوں سے فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے انھیں پھینک دینا۔ یہ تمام امور ناپسندیدہ ہیں، ان سے اجتناب کرنا چاہیے۔

۳۔ کثرتِ سوال

کثرت سوال بھی اللہ تعالیٰ کے نزدیک ناپسندیدہ عمل ہے۔ اس سے ایک مراد تو یہ ہے کہ بغیر حاجت و ضرورت دوسروں سے مال وغیرہ مانگنا اور ایک مطلب یہ بھی ہے کہ دین و دنیا سے متعلق لایعنی اور بے مقصد فضول سوالات کرنا، یہ دونوں امور ناپسندیدہ ہیں۔ کسی کے سامنے ہاتھ پھیلانا، مانگنا مناسب نہیں، انسان قابل تکریم ہے۔ ضرورت مندوں کی خدمت کی جائے تاکہ وہ سوال نہ کریں، یہی وجہ ہے کہ اوپر والے ہاتھ کو نیچے والے ہاتھ سے بہتر قرار دیا گیا ہے۔ کثرت سوال میں یہ بات بھی شامل ہے کہ لایعنی، بے مقصد اور فضول سوالات کیے جائیں، سوالات کا مقصد تفہیم و تشریح نہ ہو بلکہ اس کا مقصد اعتراض، شکوک و شبہات پیدا کرنا ہو، ایسے سوالات کو ناپسندیدہ قرار دیا گیا ہے۔ اس سے بچنا چاہیے۔

حاصل حدیث یہ ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی پسند و ناپسند کے مطابق زندگی گزاریں تاکہ اُس کے نیک بندوں میں شمار کیے جائیں اور ہماری دُنیا و آخرت سنور جائے۔

حدیث نمبر ۳

مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَغْرِسُ غَرْسًا أَوْ يَزْرَعُ زَرْعًا فَيَأْكُلُ مِنْهُ طَيْرٌ أَوْ إِنْسَانٌ أَوْ بَهِيمَةٌ إِلَّا كَانَ لَهُ بِهِ صَدَقَةٌ (صحیح بخاری:2320)(مستدرک الوسائل و مستنبط المسائل، ج13، ص:460)

ترجمہ: کوئی بھی مسلمان جو ایک درخت کا پودا لگائے یا کھیتی میں بیج بوئے، پھر اس میں سے پرندیا انسان یا جانور جو بھی کھاتے ہیں وہ اس کی طرف سے صدقہ ہے۔

تشریح:

اس حدیث مبارکہ میں نبی کریم ﷺ نے درخت لگانے اور کھیتی میں بیج بونے سے مخلوق خداوندی کو جو فائدے ملتے ہیں اُن کو صدقہ قرار دیا ہے۔ درخت اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ ایک ایک دانے اور گٹھلیوں کو چیرنے والا ہے۔ ایک دانے سے کس قدر بڑا درخت پیدا ہوتا ہے۔ ان درختوں اور پودوں سے قسم قسم کے پھل پیدا ہوتے ہیں درختوں سے انسانوں اور دیگر مخلوقات کو بڑے فوائد حاصل ہوتے ہیں۔

۱۔ درخت انسانوں، جانوروں اور پرندوں کے لیے سایہ فراہم کرتے ہیں۔ چرند، پرند اور حیوانات کا مسکن بھی درخت ہیں۔

۲۔ درختوں کی شاخوں سے انسان، جانور اور پرندے فائدہ اٹھاتے ہیں۔

۳۔ درختوں میں لگنے والے پھل انسانوں اور دیگر مخلوقات کے رزق کا ذریعہ ہیں۔

۴۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں پھل دار درختوں، زیتون، انگور، انار، کھجور وغیرہ کا ذکر فرمایا ہے۔ان کو اپنی نعمت قرار دیا ہے۔اس طرح کھیتی میں اناج اور دیگر اجناس اور سبزیاں بھی انسان اور دیگر مخلوقاتِ خداوندی کی ضروریات ہیں۔جو بھی ان کو کاشت کرے گا اور اس سے مخلوق خداوندی کو فائدہ پہنچائے گا، تو یہ اُس کے اجر و ثواب کا باعث ہے۔

۵۔ درخت لگانا رحمت الٰہی ہے۔درخت لگانے سے کسی بھی ملک کی معیشت مضبوط ہوتی ہے۔زرمبادلہ حاصل ہوتا ہے۔درخت روزگار کا ذریعہ ہیں۔

۶۔ درخت لگانے سے ماحول درست اور خوبصورت ہو جاتا ہے۔درخت ہمیں صاف ہوا فراہم کرتے ہیں۔آبی کٹاؤ کو روکتے ہیں۔آب و ہوا کے توازن کو برقرار رکھتے ہیں۔آکسیجن فراہم کرتے ہیں۔درجہ حرارت کو توازن بخشتے ہیں۔

۷۔ آج صنعتی ترقی کی وجہ سے آلودگی بڑھ گئی ہے۔ فضائی، آبی، زمینی، صوتی و سمندری آلودگی سے انسانوں اور دیگر مخلوقات کی زندگیوں کے لیے خطرات بڑھ گئے ہیں۔ایسے ماحول و حالات میں شجر کاری، باغات اور جنگلات کی اہمیت اور بھی بڑھ گئی ہے۔ ہمیں چاہیے کہ نبی کریم ﷺ کی تعلیمات پر عمل کرتے ہوئے شجر کاری مہم میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔اپنے گھر، شہر اور ملک کو درختوں سے سجائیں، یہ عمل ہمارے لیے صدقہ کی طرح باعث اجر و ثواب ہے۔

حدیث نمبر ۴

مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ فَلَا يُؤْذِ جَارَهُ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْ لِيَصْمُتْ (صحیح بخاری: 6018)(وسائل الشیعہ، ج12، ص:127)

ترجمہ: جو کوئی اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے پڑوسی کو تکلیف نہ دے۔اور جو کوئی اللہ تعالیٰ اور آخرت پر ایمان لاتا ہے وہ اپنے مہمانوں کی تکریم کرے۔ جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے وہ اچھی بات کہے یا پھر خاموش رہے۔

تشریح:

اس حدیث مبارکہ میں نبی کریم ﷺ نے اہل ایمان کو تین اہم امور کی تلقین کی ہے، جن میں ہمسائے کو تکلیف نہ دینا، مہمان کی تکریم کرنا اور خیر و بھلائی کی بات کرنا یا پھر خاموش رہنا۔ان کی تفصیلات قرآن و سنت میں درج ذیل ہیں؛

۱۔پڑوسی کو اذیت نہ دینا

پڑوسی کوئی بھی ہو چاہے کافر ہو یا مسلمان یا کوئی قریبی رشتہ دار سبھی کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیا گیا ہے۔ایمان میں کامل اور اعلی اخلاقی اقدار کا حامل وہ مسلمان ہے جو اپنے ہمسائے کے ساتھ بھلائی سے پیش آئے۔پڑوسی کے ساتھ بھلائی یہ ہے کہ اس کی مدد کرے، اس کے دکھ درد میں شریک ہو، اس کی خیر و خواہی میں لگا رہے۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کسی محلے کے لوگوں میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے افضل اور بہتر وہ شخص ہے جو اپنے پڑوسیوں کے حق میں بہتر ہو۔

پڑوسی کو اذیت دینا بُرے اخلاق میں سے ہے۔ اگر کسی مسلمان کا پڑوسی اس سے خوف زدہ ہے اور اسے تکلیف پہنچ رہی ہے تو وہ بد نصیب جنت میں داخل نہ ہوگا۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے

ترجمہ: وہ شخص جنت میں داخل نہ ہو گا جس کی شرارتوں اور ایذاء رسانیوں سے اس کے پڑوسی مامون نہ ہوں۔ (صحیح مسلم:73)

ایک حدیث میں نبی کریم ﷺ نے تین مرتبہ قسم کھا کر فرمایا خدا کی قسم وہ مومن نہیں خدا کی قسم وہ مومن نہیں خدا کی قسم وہ مومن نہیں۔ صحابہ نے دریافت کیا کون یا رسول اللہ ﷺ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس کا پڑوسی اس کی شرارتوں سے محفوظ نہیں۔ (صحیح بخاری:6016)

۲۔ مہمان کی تکریم اور عزت افزائی

مہمان کی عزت و تکریم ایمان کی علامت ہے۔ یہ انبیائے کرام علیہم السلام کی سنت ہے۔ یہ نبی کریم ﷺ کی عادت مبارکہ اور اسوہ حسنہ ہے۔ مہمان نوازی یہ ہے کہ مہمان کو کھانا کھلایا جائے۔ اس کی جو خدمت ہو سکتی ہے کی جائے۔ اس کے لیے رہائش کا بندوبست کیا جائے۔ مہمان کی عزت و توقیر اسلامی معاشرہ کی اعلیٰ اخلاقی قدر ہے جس سے مہمان کے دل میں میزبان کی عزّت اور محبت بڑھتی ہے، آپس کے تعلّقات مضبوط ہوتے ہیں، رنجشیں دور ہوتی ہیں، رزق میں برکت ہوتی ہے، سب سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی رضا نصیب ہوتی ہے۔

۳۔ اچھی بات کرنا یا پھر خاموش رہنا۔

خیر اور بھلائی کی بات سے مراد اچھی بات کرنا، نیکی کی بات کرنا، اخلاق و آداب کی بات کرنا ہے۔ ارشادِ الٰہی ہے:

وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا (البقرۃ:83)

ترجمہ: اور لوگوں سے اچھی بات کہنا۔

جھوٹ، غیبت، بدکلامی، اور فضول بات سے اپنی زبان کو محفوظ رکھنا اعلیٰ اخلاق میں سے ہے۔ خاموشی اختیار کرنا بھی بہتر ہے۔ بے مقصد بات اور لایعنی گفتگو سے اجتناب کرنا اور خاموشی اختیار کرنا اہلِ ایمان کا خاص شیوہ ہے۔ ان ہی اخلاقی اقدار پر عمل کر کے ہم بہترین انسان اور مسلمان بن سکتے ہیں۔

حدیث نمبر ۵

اَلْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ، لَا يَظْلِمُهُ وَلَا يَخْذُلُهُ، وَلَا يَحْقِرُهُ (صحیح مسلم:2564) (الکافی، ج2، ص:168)

ترجمہ: مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، اُس پر نہ خود ظلم کرتا ہے اور نہ اُسے بے یار و مددگار چھوڑتا ہے اور نہ اُسے حقیر جانتا ہے۔

تشریح:

قرآن مجید میں اہل ایمان کو بھائی بھائی قرار دیا گیا ہے۔ ارشادِ الٰہی ہے:

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ۔ (الحجرات:10)

ترجمہ: بے شک سب اہل ایمان (تو آپس میں) بھائی بھائی ہیں

نبی کریم ﷺ نے اس حدیث مبارکہ میں مسلمان کے دوسرے مسلمان پر جو حقوق عائد ہوتے ہیں ان میں سے تین حقوق کی تعلیم دی ہے:

۱۔ مسلمان دوسرے مسلمان پر ظلم نہیں کرتا۔

۲۔ مسلمان دوسرے مسلمان کو بے یار و مددگار نہیں چھوڑتا۔

۳۔ مسلمان دوسرے مسلمان کو حقیر نہیں جانتا۔

اسلامی اخوت اور بھائی چارے کا تقاضا ہے کہ مسلمان ایک دوسرے کے خیر خواہ، مددگار، غمگسار اور شکر گزار ہوں۔ ایک دوسرے سے محبت کرنے والے، سہارا بننے والے اور مصیبت میں کام آنے والے ہوں۔ ہر مسلمان اپنے اوپر دوسروں کو ترجیح دینے والا اور ہر کسی سے مساوی سلوک کرنے والا ہو۔ کوئی مسلمان اپنے آپ کو دوسرے سے بہتر، افضل اور اشرف نہ سمجھے۔ کوئی مسلمان کسی کو حقارت و نفرت سے دیکھنے والا نہ ہو۔

حدیث نمبر ۶

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اُحَرِّجُ حَقَّ الضَّعِيفَيْنِ الْيَتِيمِ وَالْمَرْاَةِ (سنن ابن ماجہ: 3678)(بحار الانوار، ج 61، ص: 273)

ترجمہ: اے اللہ! میں لوگوں کو دو ضعیفوں کے حق سے بہت ڈراتا ہوں (کہ ان میں کوتاہی مت کرنا) ایک یتیم اور دوسری عورت۔

تشریح:

اس حدیث مبارکہ میں نبی کریم ﷺ نے انسانی معاشرہ کے دو کمزور طبقات یتیم اور عورت کے ساتھ حسن سلوک کرنے اور ان کے حقوق کے تحفظ کی تلقین فرمائی ہے۔

۱۔ یتیم کے حقوق:

قرآن و سنت کی تعلیمات کی روشنی میں یتیموں کے حقوق میں یہ شامل ہے کہ ان کے ساتھ حسن سلوک کیا جائے، ان کی کفالت کی جائے، ان کے مال و جائیداد کی حفاظت کی جائے، ان کی تعلیم و تربیت کی جائے، ان کا مال نہ کھایا جائے نہ ضائع کیا جائے۔ ارشاد الٰہی ہے:

وَاٰتُوا الْيَتٰمٰٓى اَمْوَالَهُمْ وَلَا تَتَبَدَّلُوا الْخَبِيْثَ بِالطَّيِّبِ ۠ وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَهُمْ اِلٰٓى اَمْوَالِكُمْ ۭ اِنَّهٗ كَانَ حُوْبًا كَبِيْرًا (سورۃ النساء: 2)

ترجمہ: اور یتیموں کو اُن کے مال ادا کرو اور (اپنی) ردی چیز کو (اُن کی) عمدہ چیز سے نہ بدلو اور اُن کا مال اپنے مال کے ساتھ (ملا کر) نہ کھاؤ بے شک یہ بہت بڑا گناہ ہے۔

یتیموں کا ناجائز طور پر مال کھانا اپنے پیٹ کو آگ سے بھرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

اِنَّ الَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْيَتٰمٰى ظُلْمًا اِنَّمَا يَاْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا ۭ وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيْرًا (سورۃ النساء: 10)

ترجمہ: بے شک وہ لوگ جو یتیموں کا مال ناحق کھاتے ہیں بے شک وہ اپنے پیٹوں میں آگ (ہی) بھرتے ہیں اور وہ عنقریب بھڑکتی ہوئی آگ میں جھلسیں گے۔

۲۔ عورتوں کے حقوق

اسلام نے عورت کو ماں، بیٹی، بہن اور بیوی کے روپ میں عزت دی ہے اور ان کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیا ہے۔ اسلام نے عورتوں کو وہ تمام حقوق عطا کیے ہیں جو مردوں کو دیے ہیں۔ خواتین کی جان، مال عزت و آبرو اور دیگر سماجی، سیاسی، معاشی حقوق کا تحفظ کیا ہے۔ ارشادِ الٰہی ہے:

وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِیْ عَلَیْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ (سورۃ البقرۃ:228)

ترجمہ: اور عورتوں کے بھی ویسے ہی حق ہیں جیسے ان پر مردوں کے حق ہیں۔

ماں کے حقوق میں اس کا شکر ادا کرنا، اس کے ساتھ نیکی سے پیش آنا اور خدمت کرنا۔ حسن سلوک سے پیش آنے کے سلسلے میں ماں کا حق باپ سے زیادہ ہے، بچے کی پیدائش اور تربیت کے سلسلے میں ماں کو زیادہ تکالیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

اسلام نے بیٹیوں کو زندگی کا حق دیا ہے۔ جو شخص اس کے حق سے روگردانی کرے گا، قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کو اس کا جواب دینا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَاِذَا الْمَوْءٗدَةُ سُئِلَتْ ۝۸ بِاَیِّ ذَنْۢبٍ قُتِلَتْ ۝۹ (التکویر:9،8)

ترجمہ: اور جب زندہ دفن کی ہوئی (لڑکی) سے پوچھا جائے گا۔ کہ وہ کس گناہ کی وجہ سے قتل کی گئی۔

اسلام نے عورتوں کو علم حاصل کرنے کا حق دیا۔ نیز بیٹیوں کی تعلیم و تربیت کی طرف خاص توجہ دلائی اور اس کی ترغیب دی، رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

ترجمہ: ”جس نے تین لڑکیوں کی پرورش کی ان کو تعلیم تربیت دی، ان کی شادی کی اور ان کے ساتھ (بعد میں بھی) حسن سلوک کیا تو اس کے لیے جنت ہے۔“ (سنن ابوداؤد:5147)

حدیث نمبر ۷

مَا اَمَرْتُكُمْ بِهٖ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهَیْتُكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا (سنن ابن ماجہ:۱)(شرح اصول الکافی، ج2، ص:334)

ترجمہ: جس کام کا میں تمھیں حکم دوں، اس پر عمل کرو اور جس سے منع کروں، اس سے باز رہو۔

تشریح:

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے جن باتوں کو کرنے کا حکم دیا ہے ان پر عمل کرنا اور جن سے منع فرمایا ان کو نہ کرنا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کہلاتا ہے۔ ارشادِ الٰہی ہے:۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ (النساء:59)

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور (اس کے) رسول (خاتم النبیین ﷺ) کی اطاعت کرو۔

ہر مسلمان پر رسول اللہ ﷺ کی اطاعت واتباع کرنا لازمی ہے۔ نبی کریم ﷺ کی سیرت طیبہ میں مسلمانوں اور پوری انسانیت کے لیے قیامت تک بہترین نمونہ زندگی موجود ہے۔ آپ ﷺ کی پیروی کرنے والوں کے لیے دنیا وآخرت میں کامیابی ہے۔ ارشاد الٰہی ہے:

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا (الاحزاب: 71)

ترجمہ: اور جو اللہ اور اُس کے رسول (خاتم النبیین ﷺ) کی اطاعت کرے تو یقیناً اُس نے بہت عظیم کامیابی حاصل کی۔

دین اسلام کے بنیادی مصادر اللہ تعالیٰ کی کتاب اور سنت رسول ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کی اطاعت بھی اسی طرح فرض ہے جس طرح اللہ تعالیٰ کی اطاعت فرض ہے۔ ارشادِ الٰہی ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَلَا تُبْطِلُوْٓا اَعْمَالَكُمْ (محمد: 33)

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول (خاتم النبیین ﷺ) کی اطاعت کرو اور اپنے اعمال ضائع مت کرو۔

رسول اکرم ﷺ کی اطاعت صرف آپ ﷺ کی زندگی تک محدود نہیں بلکہ آپ ﷺ کی وفات کے بعد بھی قیامت تک آنے والے تمام مسلمانوں کے لیے فرض قرار دی گئی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

> ترجمہ: "میری امت کے سب لوگ جنت میں جائیں گے سوائے اس شخص کے جس نے انکار کیا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا انکار کس نے کیا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں داخل ہو گا او رجس نے میری نافرمانی کی اس نے انکار کیا۔ (صحیح بخاری: 7280)

دین اسلام میں اتباع سنت کی حیثیت بنیادی تقاضوں میں سے ایک تقاضا ہے۔ اتباع سنت کی دعوت چند عبادات کے مسائل تک محدود نہیں بلکہ یہ دعوت ساری زندگی پر محیط ہونی چاہیے۔ جس طرح عبادات (نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج وغیرہ) میں اتباع سنت مطلوب ہے اسی طرح اخلاق و کردار، کاروبار، حقوق العباد اور دیگر معاملات میں بھی اتباع سنت مطلوب ہے۔ گویا اپنی پوری زندگی میں خواہ انفرادی ہو یا اجتماعی، مسجد کے اندر ہو یا مسجد کے باہر، بیوی بچوں کے ساتھ ہو یا دوست احباب کے ساتھ، ہر وقت، ہر جگہ سنت کی پیروی مطلوب ہے۔ نبی کریم ﷺ کی پیروی میں ہی ہماری نجات ہے۔

حدیث نمبر ۸

اِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ فَاِنَّ الظَّنَّ اَكْذَبُ الْحَدِيْثِ (صحیح مسلم: 2563) (وسائل الشیعہ، ج 27، ص: 60)

ترجمہ: تم دوسروں کے متعلق بدگمانی سے بچو، کیونکہ بدگمانی سب سے بڑی جھوٹی بات ہے۔

گمان سے مراد کسی فرد یا چیز کے بارے میں اندازہ لگانا اور بغیر تحقیق کے کوئی رائے قائم کرنا ہے۔ بدگمانی دوسروں کے بارے میں غلط سوچنے کے معنی میں ہے۔ انسان دوسروں کے کردار و گفتار کے بارے میں ناروا خیالات سے دوچار ہو، بدگمانی ایک بڑی معاشرتی برائیوں میں سے ہے۔ بدگمانی ایک قسم کا جھوٹ اور وہم ہے۔ اس بیماری میں مبتلا شخص کو ہر دوسرے شخص میں کوئی اچھائی معلوم نہیں ہوتی ہے اور کسی کام میں نیک نیتی نظر نہیں آتی۔ بدگمانی سے آپس میں نفرت، بغض و عداوت پیدا ہو جاتی ہے۔ بدگمانی ایسی برائی ہے جو انسان میں موجود اخلاقی خوبیوں کو بھی نگل جاتی ہے۔ ایسا شخص حقیقت و سچائی کا ادراک کرنے سے بھی محروم ہو جاتا ہے۔ جس قوم اور گھر میں بدگمانی عام ہو جائے وہاں شر اور فساد ہی پیدا ہوتا ہے۔ وہاں تعمیر کے بجائے تخریب ہوتی ہے، اور آپس کے تعلقات میں خیر خواہی نہیں ہوتی۔

قرآن کریم میں بدگمانی سے بچنے کی تلقین کی گئی ہے اور اسے گناہ قرار دیا گیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ ۫ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ (الحجرات:12)

ترجمہ: اے ایمان والو! بدگمانی سے بہت زیادہ بچو بے شک بعض گمان گناہ ہیں۔

جھوٹ وہی نہیں جو زبان سے ہو بلکہ دل میں کسی کے بارے میں برا خیال اور غلط گمان بھی ایک طرح سے جھوٹ بلکہ بڑا جھوٹ ہے۔ اس کے برعکس اہل ایمان کی یہ خوبی ہے کہ وہ حسن ظن سے کام لیتے ہیں۔ حسن ظن سے آپس میں ہم آہنگی، صلح و اتفاق و اتحاد کی فضاء پیدا ہوتی ہے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے

ترجمہ: حسن ظن بہترین عبادت ہے۔ (سنن ابو داؤد، باب فی حسن الظن: 4995)

اللہ تعالیٰ ہمیں رسول اللہ ﷺ کی اس حدیث پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

حدیث نمبر ۹

لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الرَّاشِي وَالْمُرْتَشِي (سنن ابن ماجہ: 2313) (بحار الانوار، ج101، ص:275)

ترجمہ: رشوت دینے والے اور رشوت لینے والے پر اللہ کی لعنت ہے۔

رشوت کے لغوی معنی ناجائز نذرانہ یا ظلم سے لی جانے والی رقم کے ہیں۔ اسلامی اصطلاح میں رشوت دراصل اس مال کو کہتے ہیں جسے ضرورت مند شخص اس شرط پر حاکم کو دے تاکہ وہ اس کے حق میں فیصلہ دے یا کسی ایسے شخص کو اس شرط پر دے جو حاکم سے اس کا کام کرا دے گا۔ رشوت اس مال کو کہتے ہیں، جو کسی کے حق کو باطل کرنے کے لیے یا کسی باطل کو حاصل کرنے کے لیے دیا جائے۔ رشوت ایک طرح کی بدعنوانی ہے کہ ایک قابل اور لائق انسان رشوت نہ دینے کی بناء پر ناکام اور دوسرا جو نااہل ہے وہ رشوت دے کر کامیاب ہو جاتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوْا بِهَآ اِلَى الْحُكَّامِ لِتَاْكُلُوْا فَرِيْقًا مِّنْ اَمْوَالِ النَّاسِ بِالْاِثْمِ وَ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ (البقرۃ:188)

ترجمہ: اور ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھاؤ اور نہ اس کو (رشوت کے طور پر) حاکموں کے پاس پہنچاؤ کہ لوگوں کے مال کا کچھ حصہ ناجائز طور پر کھا جاؤ اور (اسے) تم جانتے بھی ہو۔

رشوت باطل طریقے سے مال کھانے کی صورتوں میں انتہائی بدترین صورت ہے، کیوں کہ اس میں دوسرے شخص کو مال دے کر اسے حق سے منحرف کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔

جس معاشرے میں رشوت کا چلن عام ہو جائے وہاں کمزوروں پر ظلم ہوتا ہے، ان کے حقوق سلب اور ضائع کر دیے جاتے ہیں۔ حق کے حاصل کرنے میں بہت تاخیر ہو جاتی ہے۔ رشوت لینے والے قاضی اور سرکاری ملازمین کے اخلاق خراب ہو جاتے ہیں، وہ قانون اور حق کے بجائے خواہشِ نفس کی پیروی کرنے لگتے ہیں۔

رشوت لینا دینا حرام ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے رشوت لینے کی بھی ممانعت فرمائی ہے اور رشوت دینے کی بھی۔ رشوت لینا تو بذات خود حرام ہے، کسی صورت میں جائز نہیں جبکہ رشوت دینا رشوت لینے والے کے لیے حوصلہ افزائی کا باعث ہے اور اس کا مقصود حرام کی تحصیل یا دوسرے شخص کو اس کے جائز حق سے محروم کرنا ہے، اس لیے اس کی ممانعت کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے پورے معاشرے اور سماج کو اس لعنت اور تمام برائیوں سے محفوظ رکھے۔ آمین۔

حدیث نمبر ۱۰

إِنَّ اللهَ يَرْفَعُ بِهٰذَا الْكِتَابِ أَقْوَامًا وَيَضَعُ بِهِ اٰخَرِيْنَ (صحیح مسلم: 817)

ترجمہ: بیشک اللہ تعالیٰ اس کتاب (قرآن مجید) کی وجہ سے بہت سے لوگوں کو سرفراز فرمائے گا اور اسی کی وجہ سے دوسروں کو ذلیل کر دے گا۔

تشریح:

قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا آخری اور مقدس کلام ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ پر رمضان المبارک کے مقدس مہینے میں شب قدر میں نازل فرمایا اور اس کے احکامات و تعلیمات پر عمل کرنا تمام بنی نوعِ انسان کے لیے لازم و ضروری قرار دیا ہے، اور اپنے حبیب کے ذریعے اس بات کا وعدہ فرمایا کہ

"خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ" (صحیح بخاری: 5027)

ترجمہ: تم میں سب سے بہتر وہ لوگ ہیں جو قرآن سیکھیں اور دوسروں کو سکھائیں۔

آپ ﷺ نے اس کی عظمت و فضیلت کو واضح کرتے ہوئے فرمایا کہ یہی وہ مقدس کلام ہے جس کی تلاوت اور اس کے فرامین پر عمل کرنے کی وجہ سے اللہ تبارک و تعالیٰ قوموں (لوگوں) کو دنیا و آخرت میں سرخروی اور کامیابی و کامرانی نصیب فرماتا ہے اور اس کے احکامات کو بالائے طاق رکھنے اور نفسانی خواہشات کی اتباع کی وجہ سے انھیں تنزّل و بزدلی اور ضلالت و گمراہی کے عمیق غار میں دھکیل کر تہس نہس کر دیتا ہے۔

یہ ایک ایسی الہامی کتاب ہے جس کا ایک ایک حرف پڑھنے سے دس دس نیکیاں ملتی ہیں اور اس کے پڑھنے اور سمجھنے سے ایمان و یقین میں اضافہ ہوتا ہے، ذہن و دماغ کو سرور و لذت ملتی ہے، دلوں کے زنگ پاک و صاف ہو جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ پر اعتماد و بھروسا مزید مضبوط ہو جاتا ہے۔ نیز یہی قرآن کل قیامت کے دن جب انسان نفسی نفسی کے عالم میں ہوگا تو اس کے لیے سفارشی بن کر آئے گا اور اپنے پروردگار سے بندے کے حق میں سفارش کرے گا۔

اُمّتِ مُسلمہ کی فلاح و کامیابی اور عظمت اور شان و شوکت اُسی وقت ہے جب تک وہ اس کتاب ہدایت پر عمل پیرا رہے۔ اس کتابِ ہدایت کے مطابق اپنے انفرادی و اجتماعی معاملات طے کرے اور اسے دستورِ حیات بنائے۔

مشق

سوال نمبر ا۔ مناسب ترین جواب پر (✓) کا نشان لگائیں۔

ا۔ وبا زدہ شہر میں رسول اللہ ﷺ نے جانے سے منع فرمایا:

الف۔ طاعون سے　　ب۔ ملیریا سے　　ج۔ کرونا وائرس سے　　د۔ سل سے

۲۔ حدیث کے مطابق بہت زیادہ پوچھنا عمل میں آتا ہے:

الف۔ اچھے　　ب۔ بہترین　　ج۔ برے　　د۔ الف اور ب دونوں

۳۔ حدیث کے مطابق رشوت دینے والے اور رشوت لینے والے پر اللہ تعالیٰ کی:

الف۔ عذاب ہے　　ب۔ لعنت ہے　　ج۔ کرب ہے　　د۔ طرف سے عذاب مقرر ہے

۴۔ حدیث نبوی ﷺ کے مطابق سب سے بڑی جھوٹی بات قرار دیا گیا ہے:

الف۔ تنقید کو　　ب۔ نفرت کو　　ج۔ بدگمانی کو　　د۔ برائی کو

۵۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی اطاعت کے ساتھ اطاعت کا حکم دیا:

الف۔ نبی کریم ﷺ کی　　ب۔ فرشتوں کی

ج۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی　　د۔ انبیاء کرام علیہم السلام کی

۶۔ نبی کریم ﷺ نے مہمانوں کی تکریم ہر اس شخص پر لازم قرار دی ہے جو:

الف۔ اللہ تعالیٰ اور آخرت پر ایمان لاتا ہے　　ب۔ عبادت میں مشغول رہتا ہے

ج۔ والدین کے حقوق کو پورا کرتا ہے　　د۔ فرائض کو بہترین طرح سرانجام دیتا ہے

سوال نمبر ۲۔ درج ذیل سوالات کے مختصر جوابات تحریر کریں۔

ا۔ حدیث نبوی میں وبائی امراض سے بچنے کے لیے کن کن احتیاطی تدابیر کو اختیار کرنے کا حکم دیا گیا ہے؟

۲۔ شجرکاری کے بارے میں نبوی تعلیمات بیان کریں۔

۳۔ مسلمان کے باہمی حقوق و فرائض بیان کریں۔

۴۔ یتیم اور خواتین کے حقوق کے بارے میں تعلیماتِ نبوی بیان کریں۔

۵۔ رشوت کی حرمت کے بارے میں تعلیمات نبوی کا خلاصہ تحریر کریں۔

سوال نمبر ۳۔ درج ذیل سوالات کے مختصر جوابات تحریر کریں۔

۱۔ حدیث نبوی کے مطابق وہ کون سے اعمال ہیں جن کے کرنے سے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل ہوتی ہے؟

۲۔ اطاعتِ رسول کی اہمیت اُجاگر کریں۔

۳۔ پڑوسی اور مہمان سے حسنِ سلوک کے بارے میں تعلیماتِ نبوی ﷺ بیان کریں۔

سرگرمیاں برائے طلبہ

- منتخب احادیث کا ترجمہ و تشریح اور ان سے حاصل ہونے والے اسباق و احکام پر تحقیقی مضمون لکھ کر لائیں۔
- طلبہ اپنا جائزہ لیں کہ وہ دی گئی احادیث مبارکہ کی تعلیمات میں سے کن کن پر عمل کرتے ہیں، فہرست بنائیں۔
- 20 اسمائے حسنیٰ مع معانی۔ **اَلتَّوَّابُ**: توبہ قبول کرنے والا، **اَلْمُنْتَقِمُ**: بدلہ لینے والا، **اَلْعَفُوُّ**: بہت معاف کرنے والا، **اَلرَّءُوْفُ**: نہایت مہربان، **مَالِكُ الْمُلْكِ**: سارے جہاں کا مالک، **ذُوالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ**: عظمت و جلال اور انعام و اکرام والا ہے، **اَلْمُقْسِطُ**: عدل و انصاف کرنے والا، **اَلْجَامِعُ**: (قیامت کے دن) سب کو جمع کرنے والا ہے، **اَلْغَنِيُّ**: بڑا بے نیاز، **اَلْمُغْنِيْ**: (اور بندوں کو) بے نیاز کرنے والا ہے، **اَلْمَانِعُ**: (ہلاکت کے اسباب کو) روکنے والا، **اَلضَّآرُّ**: نقصان پہنچانے والا، **اَلنَّافِعُ**: نفع کا مالک، نفع عطا فرمانے والا، **اَلنُّوْرُ**: نہایت روشن اور سارے جہان کو روشن کرنے والا، **اَلْهَادِيْ**: ہدایت دینے والا، **اَلْبَدِيْعُ**: بغیر نمونہ کے پیدا کرنے والا، **اَلْبَاقِيْ**: ہمیشہ رہنے والا، **اَلْوَارِثُ**: وارث و مالک، **اَلرَّشِيْدُ**: نیکی اور راستی کرنے والا، **اَلصَّبُوْرُ**: (بردبار، بہت زیادہ مہلت دینے والا) ہے

برائے اساتذہ کرام

- طلبہ کو منتخب احادیث میں جو تعلیمات دی گئی ہیں، اس کی عملی اور معاشرتی اہمیت سے آگاہ کریں۔
- طلبہ کو منتخب احادیث میں دی گئی دعاؤں کو زبانی یاد کرنے کی ترغیب دیں۔
- طلبہ کو اسمائے حسنیٰ مع معانی زبانی یاد کروائیں۔